پروفیسر محمد صدیق

پروفیسر خواجہ محمد اسلم مرحوم

ایک ممتاز ماہرِ تعلیم

اسلامیہ کالج لاہور کے اساتذہ کی طویل فہرست میں سے چند حضرات کے اسمائے گرامی یہ ہیں، پروفیسر میاں محمد شریف، کرنل محمد اسلم، پروفیسر حمید احمد خان، پروفیسر علم الدین سالک، پروفیسر عمر حیات ملک، پروفیسر عبدالبشیر آفریدی، پروفیسر ابوالخیر عبداللہ، ڈاکٹر سعید اللہ، پروفیسر عبدالحمید بیگ، پروفیسر محمد نصیر، خواجہ محمد صدیق، پروفیسر یوسف جمال انصاری، سید ابوبکر غزنوی، پروفیسر فیض الحسن بخاری، پروفیسر اعزاز الحسن نقوی۔ یہ سب حضرات اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے ہیں۔ اور اب پروفیسر محمد اسلم بھی ۲۰ اپریل ۱۹۸۳ کو اس عالم آب و گل سے منہ موڑ کر عالم جاودانی کو تشریف لے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خواجہ محمد اسلم لاہور کے ایک علمی و ادبی گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ وہ یکم اپریل ۱۹۱۰ء کو خواجہ محمد امین کے گھر پیدا ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں میں پاس کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ اس کالج سے ۱۹۲۸ء میں ایف اے اور ۱۹۳۰ء میں بی۔ اے آنرز کے امتحانات درجہ دوم میں پاس کیے۔ ۱۹۳۲ء میں اسی کالج کے ذریعے پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے اقتصادیات درجہ سوم میں پاس کیا۔

خواجہ صاحب مرحوم ۲۷ اکتوبر ۱۹۳۸ کو ۷۵ روپے ماہوار تنخواہ پر اسلامیہ کالج ریلوے روڈ میں انگریزی زبان و ادبیات کے جز وقتی استاد مقرر ہوئے۔ اس زمانے میں پروفیسر ایم۔ اے غنی مرحوم کالج کے پرنسپل تھے۔ یہ عارضی آسامی ۲۳ ستمبر ۱۹۳۹ کو کالج کمیٹی، انجمن حمایت اسلام لاہور، منعقدہ ۶۔ جولائی ۱۹۳۹ کی روداد نمبری ۱۴۰ کے ذریعے ۲۰۰-۱۰-۱۲۰ کے پے سکیل (Pay scale) میں منتقل کر دی گئی۔ اب خواجہ صاحب نے انگریزی اور اقتصادیات ہر دو مضامین کی تدریس شروع کر دی۔

مرحوم نہایت محنت اور لگن سے نوجوان نسل کے ذہنوں کی آب یاری کرتے رہے۔ وہ تعلیم کو تہذیب ذہن کا ذریعہ خیال کرتے تھے۔ ۱۹۵۸ء میں اسلامیہ کالج ریلوے روڈ اور اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور کو دو جداگانہ کالجوں کی حیثیت حاصل ہوئی تو وہ پروفیسر حمید احمد خان مرحوم کے ساتھ اسلامیہ کالج سول لائنز کے صدر شعبۂ اکنامکس کی حیثیت سے اس کالج میں آ گئے۔ ۱۹۶۲ء تک یہیں رہے۔ انھوں نے اس کالج کی فلاح و بہبود اور تعمیر و ترقی کے لیے بے حد کوشش کی۔

کرنل محمد اسلم کی وفات کے بعد ۲۴ جنوری ۱۹۶۲ کو وہ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کے پرنسپل مقرر کر دیے گئے۔ جب پروفیسر حمید احمد خان (پرنسپل اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور) جامعہ پنجاب کے وائس چانسلر بنا دیے گئے تو ۴ ستمبر ۱۹۶۳ کو پروفیسر خواجہ محمد اسلم کو اسلامیہ کالج سول لائنز کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ وہ یکم ستمبر ۱۹۷۲ تک اسی عہدہ پر فائز تھے کہ تمام کالج قومی تحویل میں آ گئے۔ ان کی عمر ۷۰ سال ہو چکی تھی۔ وہ ریٹائرڈ کر دیے گئے حالانکہ ۱ نومبر ۱۹۶۹ کو انجمن حمایتِ اسلام لاہور کی جنرل کونسل کے ریزولیوشن نمبر ۱۶۵ کے ذریعے، ان کی خدمات، عمدہ صحت اور اعلیٰ تجربے کی وجہ سے ان کی ریٹائرمنٹ کی عمر ۶۰ سال سے بڑھا کر ۷۰ سال کر دی گئی تھی۔ انجمن کے ساتھ ان کا باقاعدہ تحریری معاہدہ موجود ہے۔ یہ معاہدہ کوئی مفید ثابت نہ ہوا۔ اس بات کا انھیں شدید صدمہ تھا۔ اسلامیہ کالج کی تاریخ میں ان کی پرنسپل شپ کا زمانہ طویل ترین عرصے پر محیط ہے۔

اسلامیہ کالج کے علاوہ پنجاب یونیورسٹی شعبۂ اقتصادیات اور شعبۂ سیاسیات میں بھی ایک زمانے تک ایم۔ اے کی کلاسوں کو پڑھاتے رہے۔ انھیں ان مضامین پر عبور حاصل تھا جس کی بنا پر وہ طلبا و طالبات میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

خواجہ صاحب کا قد درمیانہ، رنگ گورا سرخ و سفید، ہر لحظہ متحرک، روشن آنکھیں، پیشانی شگفتہ بارعب لب و لہجہ، بہترین انتظامی صلاحیتوں کے مالک اور گہری سوجھ بوجھ کے انسان تھے۔ ان کا اردو اور انگریزی کا خط (HAND WRITING) ان کی شخصیت کی مانند خوب صورت تھا۔ تحریر بھی شخصیتوں کا آئینہ ہوتی ہے۔

خواجہ صاحب وضعداری کی قدیم روایات کے علم بردار اور امین تھے۔ رکھ رکھاؤ ان کو ورثے میں ملا تھا، جس کا اب فقدان ہو چلا ہے۔ بہت مہمان نواز تھے، چائے اور مشروبات سے احباب و رفقائے کار اور

طلبا کی خوب تواضع کرتے ۔ خوش لباس، بے داغ ملبوسات زیب تن کرنے کے علاوہ رنگوں کے امتزاج کا خاص خیال رکھتے تھے ۔ خوش خوراک اور خوش اخلاق تھے ۔ چٹ پٹے اور تیز مسالے دار کھانے ان کو بے حد مرغوب تھے ۔ لاہور میں کس کس مقام پر عمدہ ہریسہ، حلیم، شامی کباب، سری پائے اور نان دست یاب ہو سکتے ہیں، وہ یہ سب جانتے تھے ۔

مرحوم کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ گورنمنٹ کالج کے زمانۂ طالب علمی میں انھوں نے اردو اور انگریزی کلاسیکی ادب کا تفصیلی مطالعہ کیا تھا ۔ اس وجہ سے ان کتابوں کے حوالے ان کی دلچسپ اور پُر مغز گفتگو میں خود بخود چلے آتے تھے۔ احباب کی محفل میں ان کی رگِ مزاح پھڑک اٹھتی تھی ۔ اردو تحریروں اور تقریروں کی نوک پلک سنوارنا، بے داغ انگریزی لکھنا انہی کا حصہ تھا۔ مسلسل، رواں اور صحیح تلفظ میں انگریزی بولتے تھے۔

خواجہ محمد اسلم صاحب بہترین منتظم تھے ۔ کالج کے انتظامی امور کو بطریقِ احسن انجام دیتے ۔ اس بنا پر ان کے لب و لہجے سے کسی کا دل میلا ہو سکتا تھا، ورنہ ان کا قلم ان کے دل کی طرح نرم اور شفیق تھا ۔ اپنے رفقائے کار اور ماتحت ملازمین کی کامیابی کے لیے ہمہ وقت دل و جان سے تیار رہتے تھے ۔ کالج کے معاملات پر ان کی گہری نظر تھی ۔ کالج کا کوئی چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ بھی ان کے علم سے باہر نہ تھا ۔ وہ روزانہ باقاعدگی سے کالج کیمپس کا راونڈ لگاتے اور اصلاح طلبا امور کے بارے میں متعلقہ انچارج کو ہدایات جاری کرتے ۔ علم و فضل کے دل دادہ اور قدر دان تھے ۔ اپنے رفقا کے تحقیقی اور تخلیقی کاموں کی حوصلہ افزائی کر کے ان کی عزت بڑھاتے ۔ ان کے نام پر اسلامیہ کالج سول لائنز میں کے ۔ ایم ۔ اسلم ٹرانسلیشن سوسائٹی قائم ہے، جو طلبا سے علمی و ادبی شاہ کار کے تراجم کراتی اور ان کو اپنے ماہوار اجلاس میں تنقید کے لیے پیش کرتی ہے ۔

جدوجہد پاکستان کے لیے اسلامیہ کالج کے طلبا اور اساتذہ کی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں ۔ خواجہ صاحب بھی تحریکِ پاکستان کے ایک سرگرم رکن تھے ۔ پاکستان سے انھیں والہانہ محبت تھی ۔ قوم کا درد ان کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ۔ ان کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے ۔ حکومتِ پاکستان نے ان کی تعلیمی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انھیں تمغۂ امتیاز اور تمغۂ پاکستان کے اعلیٰ سول اعزازات دیے ۔ تمغۂ پاکستان انھیں ۱۹۶۵ء میں دیا گیا تھا ۔

انھوں نے اقتصادیات اور سیاسیات پر اردو اور انگریزی میں متعدد مضامین قلم بند کیے، جو ملک کے مشہور رسائل اور اخبارات میں طبع ہوتے رہے ۔ چند مقالات کے عنوانات درج ذیل ہیں ۔ (باقی صفحہ ۵۶ پر)